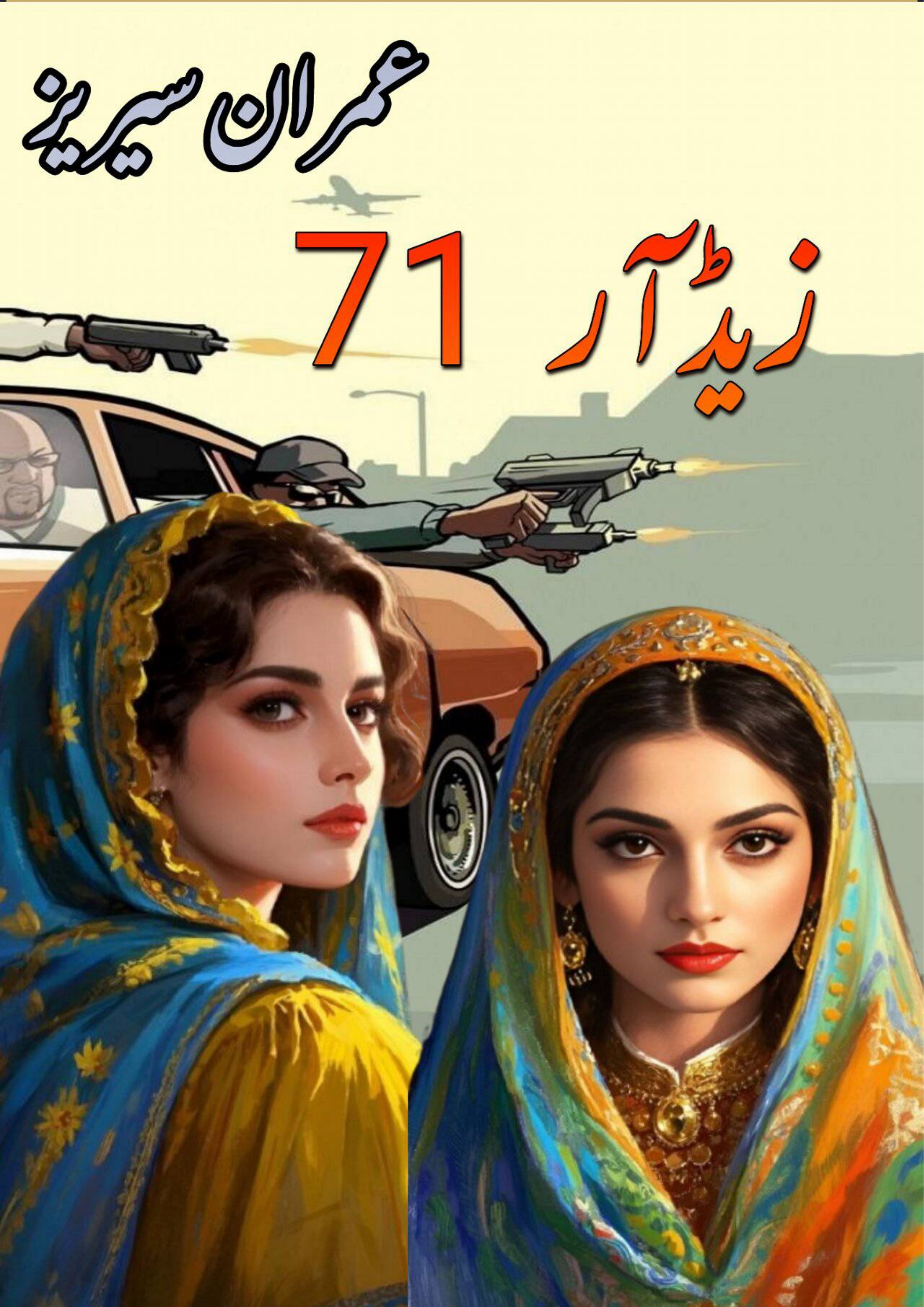

عمران سیریز
زیڈ آر 71

ناول

زیڈ آر 71

نورین خان

عمران سیریز ناول زیڈ آر 71
ازقلم۔ نورین خان پشاور

عمران! خدا کے واسطے سنجیدہ ہو جاؤ!

فیاض نے زچ ہوتے ہوئے میز پر ہاتھ مارا۔

چائے کا کپ چھلک گیا، اور عمران نے تیزی سے اپنا نیا ریشمی رومال بچایا۔

فیاض بھائی، سنجیدگی انسان کو بوڑھا کر دیتی ہے...اور میں تو ابھی دل سے بائیس کا ہوں!

عمران نے فلسفیانہ انداز میں ناک کھجاتے ہوئے جواب دیا۔

تنویر، جو دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پر آنکھیں بند کیے لیٹے تھے، اچانک بول پڑے:

تم بائیس کے نہیں، شیطانی دماغ کے چالیس سال پرانے نمونے ہو،

عمران۔ مسئلہ یہ ہے کہ صدرِ مملکت نے تمہیں خاص مشن کے لیے بلایا ہے۔ اور تم یہاں بیٹھ کر اُلو کی آوازیں نکال رہے ہو!

صدرِ مملکت نے؟ عمران نے فوراً چونکتے ہوئے پوچھا، کہیں اُن کا اُلو گم تو نہیں ہو گیا؟

کیا؟

فیاض اور تنویر دونوں چیخ پڑے۔

ارے نہیں، میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔ اکثر سیاستدانوں کے اُلورات کو گم ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر جب بجٹ منظور ہونا ہو!

عمران نے شرارت سے کہا اور کیپٹن شکیل کو آنکھ ماری، جو پاس بیٹھا ہنسنے کی کوشش میں چائے حلق میں مزے سے اتار رہا تھا۔

کھانسو مت، کیپٹن شکیل۔ ابھی تو مزاق چل رہا ہے۔ جب اصل مشن سنو گے تو تمہاری ہنسی گُم ہو جائے گی!

کیپٹن صفدر نے سنجیدگی سے کہا، جو ہمیشہ بظاہر سنجیدہ رہنے والے، مگر دل ہی دل میں عمران کے لطیفوں پر ہنسنے والے آفیسر تھے۔

انکا چہرہ ہمیشہ سے سپاٹ رہتا تھا۔

مگر مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔

ٹھیک ہے! عمران نے اچانک اپنی نشست سیدھی کی، مشن سناؤ۔

اور ہاں، اگر اس بار بھی کوئی بلی بچانے یا چپل چور پکڑنے کا کام ہوا، تو میں لندن چلا جاؤں گا۔ وہاں کم از کم چور مہذب ہوتے ہیں!

فیاض نے ایک کاغذ عمران کے سامنے رکھا۔

یہ صدرِ مملکت کا خصوصی خط ہے۔ اُنہیں شبہ ہے کہ اُن کے دفتر میں کوئی خفیہ جاسوسی آلہ نصب کر دیا گیا ہے کوئی 'اندر کا آدمی

'اس کام میں ملوث لگتا، ہے، اور اس سے بھی بڑھ کر، قومی خزانے سے ایک سیاہ فائل ※ غائب ہو چکی ہے!

عمران نے خط پڑھا، پھر آہستہ سے بولا:

فیاض بھائی......اس بار کیس واقعی' کالے کارناموں' والا لگتا ہے۔

کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا، تو پھر کیا حکم ہے، باس؟

عمران نے گہری سانس لی، قمیض کی آستین چڑھائی، اور بولا:

سب سے پہلے...... ہمیں صدرِ مملکت کے دفتر کی تلاشی لینی ہوگی۔ لیکن چپکے سے۔ بغیر کسی کو خبر ہوئے۔

اور دوسرا کام؟ کیپٹن صفدر نے پوچھا۔

دوسرا کام یہ کہ فیاض کو نئے چشمے دلوائے جائیں۔ کیونکہ وہ مجھ جیسے نوجوان کو بھی بوڑھا سمجھتے ہیں!

عمران نے ہنستے ہوئے کہا، اور پورا کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

اسلام آباد کے ایوانِ صدر کی خاموش دیواریں اس رات غیر معمولی خفیہ سرگرمیوں کی گواہ بن رہی تھیں۔

رات کے دو بج رہے تھے، اور صدرِ مملکت کی رہائش گاہ کے قریب واقع ایک خفیہ کمرے میں سر سلطان، سپرنٹنڈنٹ فیاض، کیپٹن شکیل، اور کیپٹن صفدر ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔

ان سب کے چہروں پر سنجیدگی، آنکھوں میں بے چینی اور خاموشی میں خفیہ پیغام چھپا ہوا تھا۔

سر سلطان نے کمرے میں نصب ہینڈ اسکینر سے گزرتے ہوئے ایک فائل میز پر رکھی۔

یہ صدرِ مملکت کی ذاتی فائل تھی۔ کل رات یہ الماری میں نہیں تھی، صبح واپس آ گئی۔ لیکن اندر ایک صفحہ غائب ہے کوڈ ZR-71۔

فیاض نے سوالیہ نظروں سے دیکھا:

ZR-71؟

یہ وہی خفیہ کوڈ ہے جس میں ایٹمی پروگرام کے سیکیورٹی پروٹوکول اور خفیہ تجربات کی تفصیل ہے؟

سر سلطان نے آہستہ سے سر ہلایا۔

ہاں...... اور اس کوڈ تک رسائی صرف چار افراد کو تھی: صدرِ مملکت، وزیرِ دفاع، میں...... اور عمران۔

یہ نام سنتے ہی کیپٹن صفدر نے کمرے میں اپنی کرسی سیدھی کی، جیسے کوئی بھولا ہوا دھاگا ذہن میں آ گیا ہو۔

عمران کہاں ہے؟

فیاض نے خشک لہجے میں جواب دیا، وہی سوال میں بھی کئی گھنٹوں سے خود سے پوچھ رہا ہوں۔

آخری بار اُسے بلوچستان میں ایک مشن پر بھیجا گیا تھا، جہاں وہ ایک جعلی نیوکلیئر سائنسدان کے نیٹ ورک میں گھسا تھا۔

اُس کے بعد سے اُس کی کوئی خبر نہیں۔

کیپٹن شکیل نے آہستگی سے کہا،

اگر عمران تک یہ خبر پہنچی، تو وہ خود ہم سے پہلے پہنچے گا۔ لیکن اگر... وہی دشمن کے ہاتھ چڑھ گیا ہو؟

سر سلطان نے میز پر ہاتھ مارا:

نہیں۔ عمران ایک کارڈ ہے جو آخری وقت پر کھیلا جاتا ہے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے۔ صدرِ مملکت نے حکم دیا ہے کسی پر بھروسہ نہ کیا جائے، نہ وزیر پر، نہ سیکیورٹی کے عملے پر۔ اس مشن کو صرف ہم پانچ افراد چلائیں گے......

اور چھٹا؟ فیاض نے سوال کیا۔

سر سلطان نے ایک لمحے توقف کیا، پھر بولا،

چھٹا سایا ہے...... جو کہیں ہے...... اور ہمیں تلاش کرنا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے...... یا ہمارے خلاف۔

دوسری عمران اتنا بےوقوف نہیں کہ دشمن کے ہتھے چڑھ جائے۔

لہذا اسکی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

سرد ہواؤں کی سیٹیوں کے بیچ وہ پہاڑ جیسے خاموش تھے بلوچستان کے سنگلاخ علاقے میں ایک پرانی، خستہ حال عمارت کے تہہ خانے میں،
چار فٹ چوڑے ایک سیمنٹ کے کمرے میں، عمران زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔
چہرہ گرد آلود، قمیض جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی، لیکن آنکھیں......وہ اب بھی روشن تھیں۔
ذہن میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا:
ZR-71 کہاں گیا؟
پچھلے دو ہفتے اس نے اُس گروہ کے ساتھ گزارے تھے جو خود کو صرف اِنتقام کہتا تھا۔
بظاہر وہ قوم پرستوں کا ایک نیٹ ورک تھا،
لیکن اصل میں وہ دشمن کے لیے کام کررہے تھے خاموشی سے، پس پردہ سائے میں رہ کر۔
عمران نے اپنے ہاتھوں سے زنجیر کی ہلکی گرفت کو پرکھا۔ وہ جانتا تھا، فرار ممکن نہیں، جب تک وہ اندر کے آدمی کا نام نہ جان لے۔
وہ آدمی جو ایوانِ صدر سے ZR-71 چرا کر یہاں پہنچا، اور جو اس وقت شاید اُسے بھی استعمال کر رہا تھا۔
اچانک دروازہ کھلا۔ دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے، اور ان کے پیچھے ایک شخص......جس کا چہرہ نقاب میں چھپا تھا، لیکن آواز......عمران نے فوراً پہچان لی۔
عمران صاحب، ہمیں آپ کی صلاحیت پر کبھی شک نہیں تھا۔ لیکن اس بار آپ دیر سے پہنچے۔
فائل جا چکی ہے۔
عمران نے سر اٹھایا، مسکرایا اور بولا:
تم لوگ سمجھتے ہو کہ یہ لوہے کی ادنی زنجیر مجھے روک سکتی ہے؟
میں تو اس مشن پر آیا ہی تب تھا جب میں جان چکا تھا کہ اندر کا غدار تم میں سے ایک ہے۔
نقاب پوش نے قدم پیچھے ہٹایا۔
یعنی تم جانتے ہو......؟
عمران آہستہ سے بولا:
ہاں......اور میں نے پیغام بھیج دیا ہے۔
کیسے؟
عمران نے سر جھکا کر آہستہ سے کہا:
صدرِ مملکت کو۔

اسی وقت ایوانِ صدر، اسلام آباد
رات کے سوا تین بجے، ایوانِ صدر کے خفیہ انٹیلیجنس روم میں لال بتی جلنے لگی۔
فیاض، جو نیند چھوڑ کر واپس آیا تھا، اسکرین پر نظریں جما کر بولا:
یہ خفیہ کوڈ ہے — S-I-9 عمران کا ذاتی کوڈ!
کیپٹن صفدر نے جلدی سے انکوڈنگ کنسول کھولا، اور چند لمحوں میں سادہ متن سامنے آ گیا:
ZR-71 میرے ہاتھ میں نہیں۔ لیکن جو لے کر گیا، وہ تمہارے اندر موجود ہے۔
ایوانِ صدر کے پانچ دروازے بند کرو......اور اُس کمرے کی نگرانی کرو...... جہاں کبھی صدرِ مملکت تنہا ملاقات کرتے تھے۔

میں زندہ ہوں۔اور واپس آ رہا ہوں۔
عمران سر سلطان نے پیغام پڑھا، اور آہستگی سے کہا:
یہ اندر کا غدار ایوانِ صدر کے عملے میں ہے......اور اگلا وار بہت قریب ہے۔
لیکن سر آپکو کیسے پتہ چلا؟ صفدر پوچھنے لگا۔
میں نے بتایا تھا کہ میرا بھیجا گیا جن عمران غائب ہوتے ہوئے بھی میدان میں سرگرم عمل ہے۔
اسلام آباد کی رات مزید خاموش ہو چکی تھی۔
ایوانِ صدر کی عمارت عام دنوں سے ہٹ کر غیر معمولی سرگرمیوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔
صدر مملکت خود اس وقت اپنی ذاتی سیکیورٹی یونٹ سے الگ ہو چکے تھے،
اور صرف چند خاص افسران سر سلطان، فیاض، کیپٹن شکیل، اور کیپٹن صفدر اُن کے آس پاس تھے۔
صدر نے خاموشی سے سر سلطان کو اشارہ کیا، اور وہ سب عمارت کے پرانے وِنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔
یہ وہی پرانا حصہ تھا جہاں کبھی غیر ملکی مہمانوں سے انتہائی خفیہ ملاقاتیں کی جاتی تھیں۔
اس کا ایک مخصوص کمرہ تنہائی کا کمرہ کہلاتا تھا دروازے پر کوئی نمبر نہیں، کوئی نگرانی نہیں، مگر اندر ایک ایسی فضا جو خاموشی سے ہر لفظ سن لیتی تھی۔
جب دروازہ کھولا گیا، تو ایک خنک خوشبو اندر سے باہر نکلی پرانی لکڑی، بند ہوا، اور شاید......سازش کی مہک۔
فیاض نے کمرے کا ایک کونہ کھنگالا، جہاں ایک معمولی میز رکھی تھی، جس پر کچھ فائلیں اور ایک سادہ سا لینڈ لائن فون رکھا تھا۔
کیپٹن شکیل نے دیوار پر نصب ایک پرانے وینٹیلیشن گرل کی طرف اشارہ کیا، جس کے اندر مٹی کے ساتھ ایک چھوٹا سا جدید آلہ چمک رہا تھا۔
سر......یہ کیمرہ ہے۔لیکن یہ ہمارا نہیں۔
شکیل نے کہا۔
یعنی کمرہ خفیہ طور پر ریکارڈ کیا جا رہا تھا۔
سر سلطان کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔
صدر نے آہستگی سے کہا:
یہ کمرہ پچھلے سال سے بند تھا۔لیکن پچھلے مہینے میں نے یہاں دو غیر رسمی ملاقاتیں کی تھیں......ایک وزیرِ دفاع سے، اور دوسری......انٹیلیجنس چیف سے۔
فیاض نے چونک کر کہا:
تو ان میں سے کوئی......
صدر نے جملہ مکمل نہیں ہونے دیا۔
اس سے پہلے ہمیں الزام نہیں لگانا چاہیے۔لیکن یہ واضح ہے کہ یہ آلہ اندر سے لگایا گیا ہے۔
کیپٹن صفدر، جو اکثر خاموش رہتا تھا، اس بار بولا:
سر......اگر یہ آلہ یہاں تھا، تو ریکارڈنگ کسی اور
جگہ بھیجی جا رہی ہوگی۔یہ خود ڈیٹا سعف نہیں کرتا، بلکہ لائیو فیڈ دیتا ہے۔
شکیل نے فوراً کہا:
اس کا مطلب ہے کہ دشمن اب بھی سن رہا ہوگا۔

سر سلطان نے لمحہ بھر سوچا، پھر بولا:
ہمیں عمران کی بات پر یقین کرنا ہوگا وہ تمہارے اندر موجود ہے۔
اگر دشمن نے عمران کو قابو میں کیا ہوتا، تو یہ پیغام کبھی نہ آتا۔ وہ زندہ ہے، آزاد ہے......اور واپس آ رہا ہے۔
صدر نے آہستہ سے کہا:
مگر کیا وہ واپس آنے سے پہلے ہم تک پہنچ پائے گا...... یا غدار اسے دوبارہ خاموش کرا دے گا؟
صدر صاحب آپ ابھی عمران سے ملے نہیں ہے سر سلطان نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔
وہ موت کے کنویں میں چھلانگ لگا کر بھی صحیح سلامت وہاں سے نکل آئے گا۔
آپ بے فکر رہے۔
اُسی لمحے بلوچستان کے پہاڑوں میں
عمران تہہ خانے میں تنہا بیٹھا نہیں تھا۔ اُس کے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے،
اور وہ آہستہ آہستہ دیوار کے ساتھ نصب تاریں کھول رہا تھا۔
دیوار کے پار قدموں کی آہٹ تھی......اور عمران جانتا تھا، اس بار آنے والا شخص محض ایک سپاہی نہیں تھا وہ غدار خود آ رہا تھا۔
عمران نے زیرِ لب کہا:
کاش تم دروازہ کھولو......تا کہ میں وہ سچ دیکھ سکوں، جو پاکستان کو بچا سکتا ہے...... یا برباد کر سکتا ہے۔
دروازے کے اس پار قدموں کی آہٹ قریب آ رہی تھی۔
عمران نے اپنی سانس تھام لی۔ اُس نے کمرے کے اندھیرے میں بیٹھے بیٹھے دیوار کے ساتھ ایک
پرانی دھات کی سلاخ کھول لی تھی۔ تاروں کا الجھا ہوا جال اب اس کے سامنے کھلا تھا، جیسے دشمن کے ذہن کی پیچیدہ گتھیاں۔
دروازہ چرچراتے ہوئے کھلا۔
ایک بلند قامت، سیاہ کوٹ میں ملبوس شخص اندر داخل ہوا۔
اس کے چہرے پر نقاب نہیں تھا۔
چمکتی ہوئی آنکھیں، مضبوط جبڑا، اور پیشانی پر گہرے تیور۔
عمران نے اسے پہچان لیا۔ لمحہ بھر کے لیے فضا منجمد ہوگئی۔
تم......
عمران کے لہجے میں حیرت نہیں تھی، جیسے وہ پہلے سے جانتا ہو۔
ہاں، میں......
غدار نے آہستہ سے کہا، تمہیں تو ہمیشہ شک ہوتا ہے سب پر، عمران......لیکن اس بار تمہارا شک درست تھا۔
عمران نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا:
شک نہیں، یقین۔ جب تم نے ایوانِ صدر میں میری موجودگی پر سوال اٹھایا تھا، میں تب ہی سمجھ گیا تھا کہ تم کچھ چھپا رہے ہو۔
غدار نے سرد لہجے میں کہا:
اور پھر بھی تم میرے جال میں آ گئے۔

ہاں ہاں میں آ گیا مگر پتہ نہیں کیسے تمھارے جال میں پھنس گیا۔

ہائے افسوس ہائے افسوس

میری نا ہونے والی بیوی بیوہ ہونے جارہی ہے۔

بکواس مت کرو یہ بتاؤ تم میرے جال میں کیسے پھنس گئے؟

میں خود آیا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا...... کہ اصل خزانہ یہاں نہیں، بلکہ تمہارے چہرے کے پیچھے چھپا ہے۔

عمران نے آہستگی سے جواب دیا۔

غدار نے چند قدم قریب آ کر عمران کی طرف دیکھا، جیسے وہ کوئی فیصلہ کر رہا ہو۔

ZR-71 اب ہمارے ہاتھ میں ہے، عمران۔ تمہارے ایٹمی راز،

تمہاری قومی غیرت، سب کچھ اب بے معنی ہو چکا ہے۔

یہ ملک اب ٹکڑوں میں بٹے گا......اور ہم اُن ٹکڑوں کے مالک ہوں گے۔

اس ملک کو تو ٹکڑوں میں کوئی نہیں بانٹ سکتا البتہ تمھارے جسم کی بوٹیوں کو میں ٹکڑوں میں بانٹ دونگا اور پھر کتے بلیوں کی عظیم الشان دعوت کروں گا۔

آہ! مزہ آئے گا نہ؟۔۔۔

اسی دوران

عمران نے سلاخ اپنی آستین کے نیچے چھپالی اور آنکھوں میں گہری سنجیدگی کے ساتھ کہا:

تم سمجھتے ہو کہ دشمن وہ ہوتا ہے جو سرحد پار سے آتا ہے......لیکن اصل دشمن وہ ہوتا ہے جو وردی پہن کر اپنے ہی پرچم میں آگ لگا دے۔

غدار چند لمحے خاموش رہا، پھر بولا:

آخری بار پوچھتا ہوں کیا تم ہماری صف میں شامل ہو گے؟

کونسی صف میں؟

ہمارے ساتھ اور کس کے ساتھ؟

عمران نے آہستہ سے کہا:

میں ہمیشہ اُس صف میں رہا ہوں...... جہاں لوگ مرتے ہیں، لیکن ملک نہیں بکتا۔

سہمی سہمی گزر رہی ہے رات
لمحہ لمحہ بکھر رہی ہے رات
شہر ڈوبا ہوا سکوت میں ہے
محفلوں میں سنور رہی رات
جسم الجھا ہوا ہے کانٹوں میں
سسکیوں میں ابھر رہی ہے رات
چھت پے آہٹ سحر کی پاتے ہیں
سیڑھیوں سے اتر رہی رات
نقرئی ہاتھ کے شکنجے میں
شمس فریاد کر رہی ہے رات۔

چپ چپ۔۔۔میرے کان مت کھاو پتہ نہیں یہ کس کی شاعری پڑھ کے میرا موڈ خراب کر رہے ہو؟

کس کی نہیں بلکہ شمس فریدی کی لکھی نظم سنا رہا ہوں۔

ویسے غدار بھائی جان کیا یہاں سیڑھیاں ہیں؟ جیسے کہ اس نظم میں ذکر ہے؟

ہاں ہے مگر وہاں کڑا پہرا ہے کوئی جا نہیں سکتا۔

ظاہر ہے پھر وہ اوپر ہی ہوگا نہ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

نہیں نہیں اوپر نہیں نیچے تہہ خانے کے قریب ہے۔

اچانک، عمران نے ہاتھ بڑھا کر سلاخ غدار کے بازو پر ماردی۔

لمحہ بھر کے لیے غدار پیچھے ہٹا۔اسی لمحے عمران نے میز کے نیچے چھپی ہوئی دستی ریموٹ سے ایک بٹن دبا دیا جو اُس نے کل رات تار کھولتے ہوئے چھپایا تھا۔

دور کہیں، ایک خاموش جی پی ایس بیکن فعال ہو گیا تھا۔

اسی وقت ایوانِ صدر، انٹیلیجنس ہیڈ کوارٹر

فیاض نے اچانک سکرین پر نئی لوکیشن ٹریس ہوتے دیکھی۔

سر! عمران کی لوکیشن ملی ہے! بلوچستان، خضدار کے قریب ایک ترک شدہ ملاشیا پوسٹ!

سر سلطان نے بلند آواز میں کہا:

فوری طور پر ایئر ٹیم روانہ کرو۔اور یہ بات ابھی کسی اور کو نہ پتہ چلے ہم نہیں جانتے کہ دشمن ہماری باتیں کہاں تک سن رہا ہے!

صبح کے سائے ابھی پوری طرح روشن نہیں ہوئے تھے، لیکن فضاء میں غیر معمولی حرکت شروع ہو چکی تھی۔

ترک شدہ فوجی اڈہ جسے برسوں سے ویران سمجھا جاتا تھا، اب ایک نئی شکل میں دشمن کا قلعہ بن چکا تھا اور اس وقت اس کے اندر ایک کمرے میں عمران، زخمی مگر ہوشیار، ایک دیوار کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

پچھلی رات کی مزاحمت کے بعد غدار نے اسے ایک اور جگہ منتقل کر دیا تھا۔وہ جانتا تھا، عمران خاموش نہیں بیٹھے گا۔

لیکن غدار کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ عمران کے بھیجے گئے سگنل نے کتنی تیزی سے کارروائی کو متحرک کر دیا ہے۔

اسلام آباد انٹیلیجنس ہیڈ کوارٹر

ایئر ٹیم 7 منٹ میں لینڈ کرے گی۔

کیپٹن صفدر نے سر سلطان کو رپورٹ دی۔

فیاض کی نظریں اسکرین پر تھیں۔

مگر مجھے فکر ہے......وہاں صرف عمران نہیں۔دشمن کے پاس ZR-71 کا کوڈ بھی ہے۔اگر وہ ریموٹ ڈیلیوری کے لیے کسی سرور پر اَپ لوڈ ہو چکا ہے، تو ایک سیکنڈ میں سب کچھ ختم ہو سکتا ہے۔

سر سلطان نے گہری آواز میں کہا:

یہ آپریشن خاموش ہونا چاہیے کوئی میزائل، کوئی بمباری نہیں۔صرف ایک ٹیم، صرف خاموش وار......صرف ایک نشانہ: غدار۔

صرف غدار۔

ہیلی کاپٹر خاموشی سے وادی کے دوسری طرف لینڈ کر چکا تھا۔کیپٹن شکیل کے ساتھ چھ ماہر کمانڈوز مین پر اتر چکے تھے۔اُن کے ہدف تھے:

ZR-71 کا کوڈ ریسیور

عمارت کی عقبی دیوار کے ساتھ کیپٹن صفدر نے دو سپاہیوں کو بھیجا۔

داخلی رستے پر ایک سنسر لگا تھا، مگر فیاض کی فراہم کردہ ڈیجیٹل جیمر نے اسے ناکارہ بنا دیا۔

عین اسی وقت......عمران نے اپنے ہاتھ آزاد کیے۔

دیوار میں موجود ایک باریک کریک سے وہ دشمن کی چالیں سن رہا تھا۔

اس نے ایک نقاب پوش سے چابی چھینی، گردن کے پچھلے حصے پر ایک ضرب ماری، اور خاموشی سے زمین پر لٹا دیا۔

وہ باہر نکلنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھلا......اور غدار اندر داخل ہوا۔

لیکن اس بار......وہ تنہا نہیں تھا۔

اس کے ساتھ ایک اور شخص تھا...... جسے دیکھ کر عمران چند لمحوں کے لیے ساکت رہ گیا۔

صدرِ مملکت کے ملٹری سیکرٹری...... بریگیڈیئر خالد؟

بریگیڈیئر خالد نے دھیمی آواز میں کہا:

تمہیں یہ جان کر حیرانی ہوگی، عمران...... کہ بعض ملک صرف دشمن کی فوج سے نہیں، اپنی گھر والوں سے بھی تباہ ہوتے ہیں۔

عمران نے آہستہ کہا:

نہیں، مجھے حیرت نہیں ہوئی...... مجھے صرف افسوس ہوا۔ تمہیں وہ ملک ملا، جس نے تمہیں مقام دیا، عزت دی اور تم نے اُس کی ریڑھ کی ہڈی پر وار کیا۔

غدار مسکرایا:

ہمیں اس ملک نے دیا ہی کیا ہے؟

صرف غربت، مفلسی اور سسک سسک کر جینا؟

جبکہ موساد نے ہمیں عورتیں روپیہ عیش و عشرت طاقت شہرت سب کچھ دیا ہے۔

سمجھے تم؟

اور اب تم کچھ نہیں کر سکتے۔

فائل بھی ہمارے پاس، تم بھی۔

لیکن اگلے لمحے، کمرے کی چھت پھٹی اور شکیل کی ٹیم اندر داخل ہوئی۔

فائرنگ نہیں ہوئی صرف مزاحمت ہوئی، اور تین دشمن خاموشی سے گرا دیے گئے۔

عمران نے جھک کر ZR-71 کا ڈیوائس اٹھایا، اور صفدر کو تھما دیا۔

مشن مکمل۔

شکیل نے ریڈیو پر کہا۔

اسلام آباد ایوانِ صدر

دو دن بعد، بند کمرے میں صدرِ مملکت، سر سلطان، فیاض اور عمران موجود تھے۔

صدر نے آہستہ سے کہا:

بریگیڈیئر خالد؟ میرے سب سے پرانے ساتھیوں میں سے ایک...... میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

عمران خاموشی سے بولا:

دھوکہ وہی دیتا ہے جو اعتماد حاصل کر لے۔ اس بار ہم بچ گئے، لیکن اگلی بار شاید اتنی مہلت نہ ہو۔

صدر نے عمران کی طرف دیکھا اور کہا:

ہمیں اب ادارے نہیں، ایمان دار افراد بچائیں گے۔ عمران...... کیا تم تیار ہو، اگلے مشن کے لیے؟

عمران نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا:

ہمیشہ۔ جب تک یہ سبز پرچم سلامت ہے۔

کہانی یہاں ختم نہیں ہوئی کیونکہ دشمن اب باہر سے نہیں، اندر سے آتے ہیں......

اور غدار، دوبارہ لوٹنے کے لیے ہمیشہ کسی کمزور روشنی کا انتظار کرتے ہیں۔